ترکہ نبوی ﷺ۔ایک تحقیقی مطالعہ

Inheritance of Prophetﷺ: A Research Study

Dr. Hafiz Saeed ur Rehman
Lecturer, Department of Islamic Thought, History and Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: saeed.rehman@aiou.edu.pk

ABSTRACT

To live, every person earns his wealth, some of which he spends during his life and some of which he has at the time of death. The wealth that a person leaves at the time of death is called Tarkah (Inheritance). This wealth is divided among the heirs in a certain proportion. It is very important to know that the case of the Prophets is different from that of their Ummahs in the chapter on Inheritance. At the time of death, whatever the prophets have is considered charity and the heirs cannot divide it among themselves. The true Inheritance of the prophets is their knowledge. According to the Prophet (peace be upon him), the prophets do not make anyone inherit worldly wealth, but the inheritance of the prophets is knowledge. There is much wisdom mentioned by scholars about not dividing the Inheritance of the Prophets. Some of the items used by the Messenger of Allah ﷺ were donated by him himself during his lifetime and those that were left were given as charity after his departure. There was a mule, weapons, and some household items in his Inheritance. The lands that were owned by the Prophet ﷺ were given in charity during his blessed life. A detailed discussion about the same will be discussed in the article under review.

Keywords: Charity, Heirs, Inheritance, Knowledge, Prophets, Wealth

یہ فطرتی امر ہے کہ انسان اپنی زندگی گزارنے کے لیے کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش تلاش کرتا ہے اور اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق مال کماتا ہے جسے وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنی حیات میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ تاہم بعض اوقات انسان اپنا کمایا ہوا سارا مال اپنی زندگی میں خرچ نہیں کر سکتا بلکہ کچھ بچ جاتا ہے۔ ترکہ اس مال کو کہا جاتا ہے جسے انسان بوقت موت چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور اس کے ورثاء اس مال کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

انبیاء کی میراث کا معاملہ

یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ترکہ اور میراث کے حوالے سے انبیاء کا معاملہ عام انسانوں سے مختلف ہے۔ انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد انسانوں کی رہنمائی کرنا ہے اور وہ یہ کام دنیا سے بے رغبت ہو کر کرتے ہیں۔ دنیا میں سے جو کچھ انہیں ملتا ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں، عام لوگوں کی طرح اپنے یا اپنے ورثاء کے لیے جمع نہیں کرتے۔ اسی

لیے بوقت وصال جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے وہ امت پر صدقہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کی میراث کا جو تذکرہ ہے اس سے مراد علم کی میراث ہے[1]۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علماء انبیاء کے وارث ہیں، بلاشبہ انبیاء کسی کو دراہم و دنانیر کا وارث نہیں بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں، جس نے اسے لیا تو اس نے وافر حصہ لیا[2]۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء میری میراث سے ایک دینار بھی تقسیم نہیں کریں گے۔ میں اپنی بیویوں کے نفقے اور اپنے عاملین کے خرچے کے بعد جو کچھ میں چھوڑوں وہ صدقہ ہے[3]۔ انہی نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے صرف علم و حکمت کو ہی رسول اللہ ﷺ کی میراث سمجھا۔ ایک مرتبہ حضرت ابن مسعودؓ اپنے دوستوں اور شاگردوں میں موجود تھے کہ ایک دیہاتی کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے پوچھا: یہ لوگ کس چیز کے حصول کے لیے جمع ہیں؟ اس پر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کی میراث (علم) باہم تقسیم کر رہے ہیں[4]۔ اسی طرح ابو ہریرہؓ مدینہ منورہ کے ایک بازار سے گزرتے ہوئے رکے اور فرمایا: اے بازار والو، تم لوگ کتنے بے بس ہو۔ لوگوں نے کہا کیا ہوا؟ آپؓ نے فرمایا: ادھر رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں مصروف ہو، وہاں جا کر اپنا حصہ کیوں نہیں لیتے؟ لوگوں نے پوچھا: کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: مسجد میں۔ چنانچہ وہ بھاگے بھاگے مسجد پہنچے جبکہ آپؓ ان کے انتظار میں وہیں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد لوگ واپس آئے تو آپؓ نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگے ہم مسجد میں گئے لیکن وہاں تو ہمیں کوئی چیز تقسیم ہوتی ہوئی نظر نہیں آئی۔ آپؓ نے فرمایا: کیا تم نے مسجد میں کسی کو نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، کچھ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے، کچھ حلال و حرام کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا: تمہارا ناس ہو، یہی تو رسول اللہ ﷺ کی میراث ہے[5]۔

انبیاء کرامؑ کی مالی میراث نہ ہونے کی حکمت

مذکورہ بالا بحث کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء کرامؑ کی میراث ان کے ورثاء میں تقسیم نہ ہونے میں کیا حکمت ہے۔ اس سلسلے میں علماء نے مختلف حکمتیں بیان کی ہیں جنہیں ذیل میں اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

- انبیاء کرامؑ زمین میں اللہ کے خزانچی ہوتے ہیں۔ یہ بات مسلم ہے کہ خزانچی خزانے سے بقدر ضرورت چیز لیتا ہے اور اس کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے لیے متعین کردہ اشیاء ان میں حسب ارشاد تقسیم کرتا ہے۔ خزانچی کے مرنے کے بعد اس کے اختیارات اور مراعات اس کے ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتے کہ جو مراعات اور اختیارات اسے حاصل تھے وہ اس کے ورثاء کو بھی ہوں جبکہ خزانے سے مال لینے والے لوگوں میں سے اگر کوئی مر جائے تو اس کی میراث اس کے ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے۔ انبیاء کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ

ان کا مال ان کے ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتا۔ تاہم اگر ایک پیغمبر کے وصال کے بعد اس بیٹا بھی نبی ہو تو وہ اللہ کی جانب سے اپنے والد کا امین ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں خازن ہوں اور اللہ تعالی دینے والا ہے[6]۔ آپ ﷺ کے اس قول مبارک سے ذکر کردہ حکمت کی بخوبی تائید ہوتی ہے[7]۔

- اس بات کا امکان موجود ہے کہ ورثاء میں کوئی ایسا وارث ہو جو میراث کی لالچ میں مورث (نبی) کی موت کی تمنا کرے اور یہ تمنا اس کی ہلاکت کا باعث ہے۔ اس لیے انبیاء کی میراث کا سلسلہ ختم کیا گیا تاکہ ان کے ورثاء کی عاقبت کہیں خراب نہ ہو جائے۔
- مال کی تقسیم کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص انبیاءؑ کے بارے میں یہ گمان نہ رکھے کہ وہ دنیا میں رغبت رکھتے تھے، تبھی تو اپنے ورثاء کے لیے مال چھوڑا ہے۔ انبیاءؑ کی بابت اس طرح کے گمان انسان کی آخرت کو تباہ کرنے کا باعث ہیں۔ مزید یہ کہ اگر اس طرح کے گمان معاشرے میں شروع ہو گئے تو عام لوگوں کی بابت خطرہ ہے کہ کہیں وہ انبیاءؑ سے متنفر نہ ہو جائیں[8]۔ اس لیے ان خدشات کو سامنے رکھتے ہوئے انبیاء کا ترکہ ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتا۔
- تمام انبیاء زندہ ہیں اور جب تک انسان زندہ ہو اس کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بھی آپ ﷺ پر اپنی زوجات کا نفقہ واجب تھا اور اس نفقہ کی ادائیگی اللہ کے لیے مختص مال سے ہوتی تھی کیونکہ جب ازواج مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کیا تو ان کا نفقہ بھی اللہ کے مال سے دیا جاتا تھا[9]۔
- انبیاءؑ کی دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے، اللہ کی طرف سے جو نعمتیں انہیں حاصل ہوتی ہیں وہ درحقیقت ان کے امتیوں کے لیے ہوتی ہیں۔ تاہم ان کا نفع اور اجر انبیاء کو ملتا ہے۔ یوں انبیاءؑ کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کی منفعت اور اجر کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ جہاں دنیا میں انہیں اس کا اجر ملتا ہے وہیں جوار رحمت میں لوٹ جانے کے بعد بھی ان کے اجر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اب اگر انبیاء کے ترکہ کو ان کے ورثاء تقسیم کر لیں تو (ترکہ صدقہ نہ ہونے کے باعث) انبیاء کے لیے اس ترکہ کی منفعت ختم ہو جائے گی۔ اسی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال خود کے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو صرف اپنا مال ہی پسند ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کا مال وہ ہے جو اس نے

(صدقہ وخیرات کی شکل میں) آگے بھیجا اور اس کے (مال میں سے) وارث کا مال وہ جو اس نے دنیا میں ہی چھوڑ دیا[10]۔اس حدیث مبارکہ سے ذکر کردہ حکمت کی تائید عیاں ہے[11]۔

- رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے والد کی طرح ہیں اس لیے آپ ﷺ کی میراث پوری امت کے لیے ہوگی (یعنی صدقہ ہوگی)[12]۔
- انبیاء کی میراث تقسیم ہونے کی صورت میں اس بات کا خدشہ تھا کہ لوگ اس کو بنیاد بنا کر حرص ولالچ کا مظاہرہ کرتے ہوئے مال جمع کرنا شروع کر دیں گے اور یہ دلیل دیں گے کہ انبیاء بھی مال جمع کرتے تھے[(13)]۔

مذکورہ بالا حکمتوں کے باعث انبیاء کرامؑ کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جاتا۔

رسول اللہ ﷺ کے ترکہ مبارکہ کی تفصیل

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کئی اشیاء آپ ﷺ کے زیر استعمال تھیں۔ان میں سے کئی چیزیں آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں صدقہ یا ہدیہ کر دی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ متروکات رسول تعداد میں منسوبات رسول سے کم ہیں۔بعض سیرت نگاروں نے فرق کیے بغیر دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا جبکہ بعض نے متروکات کو عام منسوبات سے علیحدہ لکھاہے۔اس مضمون میں ہم صرف متروکات سے بحث کریں گے۔

بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے کوئی دینار چھوڑا، نہ کوئی درہم، نہ کوئی غلام اور نہ ہی کوئی باندی سوائے سفید خچر کے جس پر آپ ﷺ سوار ہوتے تھے اور اپنا اسلحہ اور ایک زمین جسے مسافروں کے لیے صدقہ کر دیا تھا[14]۔نسائی کی روایت کے مطابق خچر سفید کے بجائے شہباء تھا[(15)]۔

جب خچر کا سفید رنگ کالے رنگ پر غالب ہو تو اسے شہباء کہتے ہیں اور اسی غلبہ کی بنیاد پر بعض روایات میں اسے بیضاء (سفید) کہا گیا ہے۔یہ خچر دلدل ہے کیونکہ اہل سیر نے رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد دلدل کے علاوہ کسی اور خچر کا تذکرہ نہیں کیا[(16)]۔یہ خچر رسول اللہ ﷺ کے بعد کافی عرصہ زندہ رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو گیا اور اس کے دانت گر گئے جس پر اسے جو کا دلیا بنا کر کھلایا جاتا تھا۔مقام ینبع میں فوت ہوا اور جبل رضوی میں اسے دفن کیا گیا[(17)]۔

اسلامی تاریخ میں دلدل پہلا خچر ہے جس پر سواری کی گئی۔مقوقس بادشاہ نے یہ خچر اور ایک گدھا جس کا نام عفیر تھا، رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کیے تھے[18]۔

اسلحہ سے مراد وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پہننے کے ساتھ خاص تھا جیسے تلوار، نیزہ، زرہ، خود، اور برچھا وغیرہ۔

روایت باب میں خچر اور اسلحہ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہے مگر زمین کو بغیر نسبت کے مطلقاً ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یہ زمین دیگر چیزوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں تھی بلکہ اس کا اناج اور غلہ رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کے اہل وعیال اور فقیر مسلمانوں کے لیے عام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس زمین کو اپنے اہل وعیال، اپنی ازواج، خدام اور فقیر مسلمانوں پر صدقہ کر دیا تھا۔ یہ مراد نہیں ہے کہ باقی چیزوں کی طرح زمین بھی وصال مبارک کے بعد صدقہ ہوئی۔ زمین کے علاوہ باقی تمام متروکات رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے لیے صدقہ ہوئے جبکہ زمین قبل از وصال ہی صدقہ ہو چکی تھی[(19)]۔

بخاری کی روایت میں یہ تعیین نہیں کہ یہ زمین کونسی تھی۔ شمس الدین برماوی نے اس بابت کسی قدر تفصیل ذکر کی ہے جس کے مطابق فدک کی آدھی زمین، وادی القری کی ایک تہائی زمین، خیبر کے خمس کا ایک حصہ اور بنی نضیر کی زمین میں سے ایک چنیدہ حصہ ہے[(20)]۔ علامہ عامری حرضی نے متروکہ زمینوں کی مزید تفصیل بیان کی ہے جس کے مطابق ترکہ نبوی ﷺ میں درج ذیل زمینیں تھیں؛

1. وہ زمینیں جو رسول اللہ ﷺ نے تقسیم غنیمت سے قبل اپنے لیے چنیں۔
2. وہ ہدیہ شدہ زمینیں جو غزوات کے علاوہ ملیں جیسے بنی نضیر کے سات باغات جن کی مخیریق یہودی نے اسلام لاتے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے وصیت کی تھی۔
3. انصار کی طرف سے دی جانے والی ایسی زمینیں جہاں پانی نہیں پہنچتا تھا۔
4. خیبر کا خمس۔
5. وہ زمینیں جو بغیر جنگ کے بزور بازو فتح کی گئیں جیسے بنو نضیر کی زمین، فدک کی نصف زمین، وادی قری کی زمین اور خیبر کے قلعوں میں سے وطیح اور سلالم[21]۔

ابو داود کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی تین زمینیں تھیں؛ بنو نضیر، فدک اور خیبر۔ بنو نضیر کی زمین اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے تھی، فدک کی زمین مسافروں کی ضروریات کے لیے تھی اور خیبر کی زمین کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا؛ دو حصے مسلمانوں کے مابین تقسیم ہوتے تھے اور ایک حصہ اپنے گھر کے خرچ کے لیے تھا۔ گھر کے خرچ سے جو بچتا تھا اسے مہاجرین کے فقراء میں تقسیم فرما دیتے تھے[22]۔ آپ ﷺ بنو نضیر کی زمین سے حاصل ہونے والی کھجوریں بیچتے تھے اور حاصل شدہ آمدن سے اپنی ازواج کو ایک سال کا خرچہ عطا فرماتے تھے[23]۔

رسول اللہ ﷺ کے ترکہ کے حوالے سے یہ حصر حقیقی نہیں (یعنی ترکہ صرف یہی تین چیزیں نہیں تھیں

)بلکہ حصر اضافی ہے کہ اس کے علاوہ بھی ترکہ تھا جیسے کپڑے اور گھریلو استعمال کا سامان وغیرہ مگر مذکورہ تین چیزوں کے مقابلہ میں کم تر تھا اس لیے عموماً روایات میں اسے ذکر نہیں کیا جاتا[(24)] ۔

ابن ناصر الدین نے مذکورہ تین چیزوں کے علاوہ دیگر متروکات رسول ﷺ کی تفصیل بیان کی ہے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے ترکہ مبارکہ میں درج ذیل چیزیں تھیں۔

1. ایک عمامہ
2. سر سے چپٹنے والی تین یا چار چھوٹی ٹوپیاں جن میں سے ایک شام کی بنی ہوئی تھی جس کا رنگ سفید تھا۔ابو شیخ اصبہانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں؛ پیوند لگی سفید ٹوپی، یمن کی خوبصورت دھاری دھار چادر سے بنی ٹوپی اور ایک کانوں والی ٹوپی تھی جسے سفر میں پہنتے تھے اور کبھی کبھار نماز پڑھتے ہوئے اسے اپنے سامنے بھی رکھتے تھے[25]۔
3. یمن سے بنی دو چادریں۔
4. ایک مخملی جھالر دار چادر جسے حضرت شقرانؓ نے رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف میں رکھا تھا۔
5. ایک سرخ یمنی چادر جس کی لمبائی چھ گز ایک بالشت جبکہ چوڑائی تین گز ایک بالشت تھی۔
6. عمان کا بنا ایک تہبند جس کی لمبائی چار گز ایک بالشت جبکہ چوڑائی دو گز ایک بالشت تھی۔جمعہ اور عیدین کے موقع رسول اللہ ﷺ یہی (سرخ یمنی چادر اور عمانی تہبند) پہنتے تھے۔
7. دو صحاری[26] کپڑے۔
8. ایک صحاری قمیص۔
9. یمن کے شہر سحول سے بنی ایک قمیص۔
10. وہ قمیص جس میں رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا۔
11. یمن کا بنا سبز رنگ کا کسروی جبہ۔
12. یمنی دھاری دار کرتہ۔
13. ایک سفید چادر۔
14. سوتے وقت اوڑھنے والی ایک ورس شدہ[27] چادر۔

15. ایک انگوٹھی۔ حضرت یعلی فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنے ہاتھوں سے انگوٹھی بنائی تھی جس میں محمد رسول اللہ نقش تھا[28]۔ مسلم کی روایت کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ نے روم کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ نقش تھا[(29)]۔ اس انگوٹھی میں نیچے سے اوپر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا تاکہ اللہ کے نام سے اوپر کسی کا نام نہ ہو۔ یہ انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان غنی کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ ایک موقع پر حضرت عثمان سے بئر اریس میں گر کر گم ہوگئی[(30)]۔

16. ایک چارپائی جس پر رسول اللہ ﷺ استراحت فرماتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں قریش کو چارپائیوں پر سونا بہت زیادہ محبوب تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر ٹھہرے تو آپؐ سے پوچھا: کیا آپ لوگوں کے پاس چارپائی نہیں؟ انہوں نے کہا: بخدا نہیں ہے۔ یہ بات جب اسعد بن زرارہؓ کو پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چارپائی بھیجوائی جس کے پائے ساگون کی لکڑی کے تھے اور اسے کھجور کی چھال سے بنا گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی ﷺ اس چارپائی پر سوتے رہے اور جب آپ ﷺ میرے گھر منتقل ہوئے تو یہ چارپائی بھی میرے گھر رہی۔ آپ ﷺ نے یہ مجھے ہبہ کر دی تھی۔ آپ ﷺ وصال مبارک تک اسی پہ سوتے رہے۔ وصال مبارک کے بعد آپ ﷺ کا جسد اطہر بھی اسی چارپائی پہ رکھا گیا۔ اس کے بعد لوگ اپنے مردوں کے لیے ہم سے یہ چارپائی لے جاتے تھے اور اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے جنازوں کو بھی اسی چارپائی پہ اٹھایا گیا تھا۔ بعد میں عبد اللہ بن اسحاق اسحاقی نے حضرت امیر معاویہؓ کے موالی سے اس چارپائی کی لکڑیوں کو چار ہزار درہم کے عوض خریدا تھا[31]۔

17. کھڈی سے بنی دو چادریں۔

18. کھڈی میں بنا اون کا جبہ۔

19. لوہے کی زرہ جو قبیلہ بنی ظفر کے ابو شحم یا ابو شحمہ نامی یہودی کے پاس جو کے بدلے رہن رکھی ہوئی تھی۔

20. تسموں والے پیوند شدہ نعلین۔ ایک روایت کے مطابق یہ تسمے ایڑی کے پیچھے سے باندھے جاتے تھے۔

دوسری روایت کے مطابق نعلین مبارک گائے کے چمڑے کے بنے ہوئے تھے۔ تیسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے جوتے زبان کی طرح باریک کناروں والے تھے جن کی ایڑی پیچھے کو نکلی ہوئی تھی۔ چوتھی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ چمڑے سے بنے ہوئے جوتے استعمال کرتے تھے جن پر بال نہیں ہوتے تھے(32)۔

21. جھاؤ (یا پہاڑی سخت درخت) کی لکڑی سے بنا زرد رنگ کا پیالہ۔

22. کھرنی[33] سے بنا ایک عصا جسے ممشوق کہا جاتا تھا۔ یہ عصا بعد میں خلفاء کے پاس رہا(34)۔

علامہ نویری نے ان متروکات کے علاوہ حبرہ کے بنے دو کپڑے[35] بھی ذکر کیے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ وفات والے دن رسول اللہ ﷺ نے حبرہ کے بنے دو کپڑے، ایک عمانی ازار، دو صحاری کپڑے، ایک صحاری قمیض، ایک یمنی جبہ، ایک دھاری دار سرخ یا سیاہ کرتا یا کپڑا، سفید چادر، تین یا چار چپٹے والی چھوٹی ٹوپیاں، پانچ بالشت لمبا ازار اور زرد اوڑھنے کی چادر دریا رضائی ترکہ میں چھوڑیں[36]۔

ایک تکیہ جس کی بھرائی کھجور کی چھال کے ریشوں سے کی ہوئی تھی[37]۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک چادر بنو عباس کے خلفاء کے پاس تھی جسے وہ استعمال کرتے تھے۔ یہ چادر رترکہ میں نہیں تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہدیہ کر دی تھی۔ اس بابت علامہ ذہبی فرماتے ہیں: جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متروکہ چادر کی بات ہے جو خلفاء بنو عباس کے پاس تھی تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اہل ایلہ کو ان کی طرف امان کے لیے لکھے گئے خط کے ہمراہ اپنی چادر بھی دی تھی۔ اس چادر کو ابو عباس عبد اللہ بن محمد (سفاح) نے تین سو دینار کے عوض خریدا تھا[38]۔

رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں سے ایک چادر، تلوار، پیالہ اور لگن بنو امیہ کے خلیفہ مروان بن محمد کے پاس بھی تھے۔ اس بابت سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ مروان بن محمد (بن عبد الملک) بن مروان بن حکم کے قتل ہونے کے بعد عامر بن اسماعیل اس کنیسہ میں آیا جہاں مروان کی بیٹیاں اور بیویاں موجود تھیں۔ وہاں اس نے ایک خادم کو تلوار سونتے ہوئے دیکھا تو کنیسہ میں داخل ہو کر اس سے پوچھا: تمہارا ناس ہو، کیا کر رہے ہو؟ خادم نے کہا مجھے میرے مولی مروان نے حکم دیا تھا کہ جب وہ قتل ہو جائے تو میں اس کی بیٹیوں اور بیویوں کو قتل کر ڈالوں۔ اس پر عامر نے حکم دیا کہ اس (خادم) کو قتل کر ڈالو۔ اس نے کہا: مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کی میراث ہے۔ وہ ان

لوگوں کو بوصیر کی طرف لے گیا اور ریت میں کچھ تلاش کرنا شروع کیا جس کے نتیجے میں رسول اللہ ﷺ کی چادر، تلوار، پیالہ اور لگن ملا جنہیں مروان نے دفن کرادیا تھا تاکہ یہ چیزیں بنوعباس کے ہاتھ نہ لگ جائیں[39]۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے جاتے وقت دنیا کے حقیر مال کو اپنے ورثاء کے لیے بطور میراث نہیں چھوڑا بلکہ جس طرح دنیا میں تشریف لاتے وقت آپ ﷺ کے پاس دنیا کا حقیر مال نہیں تھا اسی طرح آپ ﷺ نے دنیا سے جاتے وقت بھی اپنے ورثاء کے لیے دنیوی حقیر مال نہیں چھوڑا۔ اس کے برعکس آپ ﷺ نے اپنے بعد ایک مضبوط اور قیمتی دین چھوڑا اور ایک عظیم اسلامی تہذیب چھوڑی جس میں عقیدہ توحید کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ کے زیر استعمال اشیاء میں سے کچھ تو آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہدیہ یا صدقہ کردی تھیں اور جو بچی تھیں وہ آپ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد امت کے لیے صدقہ ہوگئی تھیں۔

حوالہ جات

1 {وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ}(النمل: 16) / {فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا * يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا}(مريم: 6:5)

2 محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (ت ٢٧٩ هـ)، **السنن** (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي،١٩٧٥)، أَبْوَابُ الْعِلْمِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى العِبَادَةِ، رقم الحديث: 2682، ج5ص48۔

3 بخاری، صحيح البخاري، كِتَاب الْوَصَايَا، بَاب: نَفَقَةِ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ، رقم الحديث:2624، ج3ص1020۔

4 أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ هـ)، شرف أصحاب الحديث(أنقرة: دار إحياء السنة النبوية)، ص45۔

5 أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠ - ٣٦٠ هـ)، المعجم الأوسط(القاهرة: دار الحرمين،١٩٩٥)،رقم الحديث: 1429، ج2ص114۔

6 الإمام أحمد بن حنبل (١٦٤ - ٢٤١ هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل(بيروت: مؤسسة الرسالة، 2001)، رقم الحديث:16911، ج28ص116۔

7 يحيى بن أبي بكر بن محمد بن يحيى العامري الحرضي (ت ٨٩٣هـ)، بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل(بيروت: دار صادر)، ج2ص129۔

8 أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (ت ٦٧٦هـ)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج(بيروت: دار إحياء التراث العربي،1392هـ)، ج12ص 74۔

9 محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي ثم الديوبندي (ت ١٣٥٣ هـ)، فيض الباري على صحيح البخاري (بيروت: دار الكتب العلمية، 2005)، 4ص 258۔

[10] بخاری ، صحیح البخاری ، كِتَاب الرِّقَاقِ ، بَاب: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ، رقم الحدیث:6077، ج5ص2366۔

[11] أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن إبراهيم العراقي (ت ٨٠٦هـ)، طرح التثريب في شرح التقريب(بيروت: دار إحياء التراث العربي)، ج6 ص241۔

[12] الأستاذ الدكتور موسى شاهين لاشين، فتح المنعم شرح صحيح مسلم(دار الشروق،2002)، ج7ص158۔

[13] عبد الله بن سعيد بن محمد عبادي اللّحجي الحضرميّ الشحاري، المراوعي، المكي (المتوفى: 1410هـ) ، منتهى السؤل على وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم(جدة: دار المنهاج ، 2005ء) ، ج4ص329۔

[14] أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي(٢٥٦)، الصحيح(دمشق: دار ابن كثير، دار اليمامة،١٩٩٣)، كِتَاب الْمَغَازِي، بَاب: مَرَضِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَوَفَاتِهِ، رقم الحديث: 4192، ج4ص1619۔

[15] بخاری، الصحیح ، رقم الحدیث: 4461 ، ج6ص15 / نسائی ، السنن ، رقم الحدیث: 3596 ، ج6ص229۔

[16] قسطلاني ، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ، ج5ص81۔

[17] عبد الله عبادي، منتهى السؤل على وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم ، ج4ص326۔

[18] أبو إسماعيل حماد بن إسحاق بن إسماعيل بن حماد بن زيد بن درهم الأزدي البغدادي المالكي (ت ٢٦٧هـ)، تركة النبي صلى الله عليه وسلم والسبل التي وجهها فيها، ص99۔

[19] عبد الله لحجی ،، منتهى السؤل على وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم ، ج4ص326۔

[20] شمس الدين البِرْماوي، أبو عبد الله محمد بن عبد الدائم بن موسى النعيمي العسقلاني المصري الشافعي (المتوفى: 831 هـ) ، اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح(سوريا: دار النوادر ، 2012ء) ، ج8ص470۔

[21] يحيى بن أبى بكر بن محمد بن يحيى العامري الحرضي (ت ٨٩٣هـ)، بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل(بيروت: دار صادر)، ج2ص129۔

[22] أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢ - ٢٧٥ هـ)، سنن أبي داود(دار الرسالة العالمية،2009)، كتاب الخراج والفيء والإمارة ، باب في صَفَايَا رسولِ الله صلى الله عليه وسلم من الأموال، رقم الحديث:2967۔ ج4ص587۔

[23] بخاری ، صحیح البخاری ، كِتَاب النَّفَقَاتِ ،ج. وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ، رقم الحدیث:5042، ج5ص2048۔

[24] علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) ، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح(لبنان: دار الفكر ، 2002ء) ، ج9ص3859۔

[25] أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبِي الشيخ الأصبهاني (ت ٣٦٩هـ)، أخلاق النبي وآدابه(دار المسلم للنشر والتوزيع،1998)، رقم الحديث: 315، ج2ص211۔ سند کے اعتبار سے یہ روایت ضعیف ہے۔

[26] صحار ، یمن کے قریب ایک گاوں ہے ۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ الصحرۃ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے وہ کپڑا جس میں ہلکا سرخ رنگ ہو۔ دیکھیے: أبو مدين بن أحمد بن محمد بن عبد القادر بن علي الفاسي (ت بعد ١١٣٢هـ)، مستعذب الإخبار بأطيب الأخبار(بيروت: دار الكتب العلمية، 2004) ، ص387۔

[27] ایک خاص زرد رنگ کی بوٹی سے رنگی ہوئی

[28] ابن قانع ، معجم الصحابہ ، ج3ص220۔

[29] مسلم ، الصحیح ، رقم الحدیث:2092 ، ج3ص1657۔

[30] ایضاً، رقم الحدیث:2091 ، ج3ص1656۔

[31] حماد بن إسحاق، تركة النبي صلى الله عليه وسلم والسبل التي وجهها فيها، ص104۔

[32] ابو الشیخ اصبہانی ، اخلاق النبی ﷺ، رقم الحدیث: 381، 384، 386، 387 ، ج2ص329 ، 336 ، 340 ، 341۔

[33] ایک پہاڑی پھل دار درخت جس سے کمانیں بنائی جاتی ہیں ، اس کا پھل لمبے انگور کی طرح ہوتا ہے جسے کھایاجاتا ہے۔

[34] محمد بن عبد الله (أبي بكر) بن محمد القيسي الدمشقي الشافعي، شمس الدين، ابن ناصر الدين (المتوفى: 842ھ)، سلوة الكئيب بوفاة الحبيب صلى الله عليه وسلم(الإمارات: دار البحوث للدراسات الإسلامية) ، ص176۔

[35] یہ یمن سے بنے کاٹن کے کپڑے تھے جن میں سرخ اور سبز دھاریاں تھیں۔ دیکھیے : أبو مدين الفاسي، مستعذب الإخبار بأطيب الأخبار، ص387۔

[36] أحمد بن عبد الوهاب بن محمد بن عبد الدائم القرشي التيمي البكري، شهاب الدين النويري (ت ٧٣٣هـ)، نهاية الأرب في فنون الأدب(القاهرة: دار الكتب والوثائق القومية،1423ھ)، ج18ص398۔

[37] موسی شاہین لاشین ، فتح المنعم شرح صحیح مسلم، ج6ص 351۔

[38] شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨هـ) ، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام (بيروت: دار الكتاب العربي ، 1993)، ج1ص590۔

[39] شمس الدين أبو المظفر يوسف بن قِزْأُوغلي بن عبد الله المعروف بـ«سبط ابن الجوزي» (٥٨١ - ٦٥٤ هـ)، مرآة الزمان في تواريخ الأعيان(دمشق: دار الرسالة العالمية، 2013)، ج11ص474۔

مصادرومراجع

1. القرآن الکریم۔
2. احمد بن حنبل۔ **مسند الامام احمد**۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ،2001۔
3. بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ۔ **الجامع الصحیح**۔ دمشق: دار ابن کثیر، دار الیمامۃ،1993۔
4. برماوی، محمد بن عبد الدائم، نعیمی، عسقلانی، شمس الدین۔ **اللامع الصبیح بشرح الجامع الصحیح**۔ سوریا: دار النوادر،2012۔
5. ترمذی، محمد بن عیسی بن سورہ، ابوعیسی۔ **سنن الترمذی**۔ مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی،1975۔
6. حماد بن اسحاق، الازدی البغدادی۔ **ترکۃ النبی ﷺ والسبل التی وجھافیھا**۔1404ھ۔
7. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت۔ **شرف اصحاب الحدیث**۔ انقرہ: دار احیاء السنۃ۔
8. ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی۔ **السنن**۔ دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ،2009۔
9. ذہبی، محمد بن احمد، شمس الدین، ابوعبداللہ۔ **تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام**۔ بیروت: دار الکتاب العربی،1993۔
10. زین الدین عراقی، عبد الرحیم بن حسین، ابو بکر۔ **طرح التثریب فی شرح التقریب**۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی۔
11. سبط ابن الجوزی، یوسف بن قزاوغلی، شمس الدین، ابو المظفر۔ **مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان**۔ دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ،2013۔
12. ابوالشیخ اصبہانی، عبد اللہ بن محمد، ابو محمد، انصاری۔ **اخلاق النبی ﷺ وآدابہ**۔ ریاض: دار المسلم للنشر والتوزیع،1998۔

13. طبرانی، سلیمان بن احمد۔ **المعجم الاوسط**۔ قاہرہ: دار الحرمین، 1995۔
14. عامری حرضی، یحیٰ بن ابی بکر بن محمد۔ **بہجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل فی تلخیص المعجزات والسیر والشمائل**۔ بیروت: دار صادر۔
15. عبداللہ بن سعید اللحجی۔ **منتہی السوٴل علی وسائل الوصول الی شمائل الرسول ﷺ**۔ جدۃ: دار المنہاج، 2005۔
16. فاسی، احمد بن محمد بن عبد القادر۔ **مستعذب الاخبار باطیب الاخبار**۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2004۔
17. ابن قانع، عبد الباقی، ابو الحسین، بغدادی۔ **معجم الصحابۃ**۔ المدینۃ المنورۃ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، 1418ھ۔
18. قسطلانی، احمد بن محمد، القتیبی، ابو العباس۔ **ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری**۔ مصر: المطبعۃ الکبری الامیریۃ، 1323ھ۔
19. کشمیری، محمد انور شاہ بن معظم شاہ۔ **فیض الباری علی صحیح البخاری**۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2005۔
20. مسلم بن حجاج، قشیری۔ **الصحیح**۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی۔
21. ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد، ہروی۔ **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح**۔ لبنان: دار الفکر، 2002۔
22. موسی شاہین لاشین، ڈاکٹر۔ **فتح المنعم شرح صحیح مسلم**۔ قاہرہ: دار الشروق، 2002۔
23. ابن ناصر الدین، محمد بن عبد اللہ، قیسی، شافعی۔ **سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب ﷺ**۔ امارات: دار البحوث للدراسات الاسلامیۃ۔
24. نووی، محی الدین یحی بن شرف۔ **المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج**۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1392ھ۔
25. نویری، احمد بن عبد الوہاب بن محمد، قرشی، بکری۔ **نہایۃ الارب فی فنون الادب**۔ قاہرہ: دار الکتب والوثائق القومیۃ، 1423۔